اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

خطبہ نمبر ۱

دار الامان قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

ٹیلیفون نمبر ۹۱

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت تین پیسے

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

یوم جمعہ

جلد ۲۹ ۔ ۲۸ امان ہش ۱۳۲۰ ۔ ۲۹ صفر ۱۳۶۰ ھ ۔ ۲۸ مارچ ۱۹۴۱ء ۔ نمبر ۷۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

نہایت خطرناک ایام پھر قریب آ رہے ہیں

دُعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ موجودہ جنگ کے بداثرات سے اسلام اور احمدیت کو محفوظ رکھے اور انگریزوں کی مشکلات کو دُور فرمائے

تین اپریل بروز جمعرات روزہ رکھا جائے ۔ اور چار اپریل جمعہ کی آخری رکعت میں ہر جگہ دُعا کی جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ ۔ ماہ امان ہش ۱۳۲۰ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۴۱ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سُورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:- سردیوں کا موسم گزر چکا ہے ۔ اور گرمیوں کا موسم آ رہا ہے ۔ جہاں یہ موسم بیماریوں کے اسباب کو بھڑکانے کا موجب ہوتا ہے وہاں یہ موسم لڑائیوں اور فسادوں کے بھڑکانے کا بھی موجب ہوتا ہے ۔ چنانچہ کل پرسوں سے خبریں آ رہی ہیں ۔ کہ بنگال کے مشرقی حصہ کے صدر مقام ڈھاکہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں خونریزی ہوئی ہے ۔ سینکڑوں آدمی زخمی ہو گئے ہیں اور بہت سے مارے جا چکے ہیں ۔ جو پرائیویٹ اطلاعات ہیں ۔ اُن کے رُو سے تو زخمیوں اور مرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن گورنمنٹ نے بھی مرنے والوں ، اور زخمیوں کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب ظاہر کی ہے ۔

میں نے دیکھا ہے ۔ اس موسم میں فساد اور جھگڑے کچھ زیادہ ہو جاتے ہیں شائد اس لئے کہ خون میں جوش پیدا ہو جاتا ہے ۔ سردی میں خون گاڑھا ہوتا ہے ۔ اور جلدی جوش میں نہیں آتا ۔ مگر گرمی میں خون پتلا ہو جاتا ۔ اور جلدی ہی رگوں میں دوڑنے لگتا ہے ۔ جس کی وجہ سے انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے ۔ لیکن یورپ میں تو یہ وجہ بھی ہوتی ہے کہ وہاں سردیاں اتنی شدید ہوتی ہیں ۔ کہ لوگ آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتے ۔ سمندروں میں بعض جگہ برفوں کے تودے پھرنے لگتے ہیں ۔ دریا منجمد ہو جاتے ہیں اور ہوائی جہازوں کی مشینوں کے انجن بھی اوپر جا کر اتنا عمدہ کام نہیں کر سکتے ۔ جتنا وہ گرمیوں میں کام کر سکتے ہیں ۔ اس وجہ سے یورپ میں جو لڑائیاں ہوتی ہیں ۔ وہ سردی میں کم ہو جاتی ہیں اور گرمی میں نئے سرے سے تیز ہو جاتی ہیں پچھلے سال کا تجربہ بھی یہی ہے ۔ کہ نومبر ۔ دسمبر ۔ جنوری ۔ فروری اور مارچ میں لڑائی کم رہی ۔ مارچ کے آخر میں بیداری شروع ہوئی ۔ اپریل ۔ مئی میں لڑائی نے زور پکڑا اور جون میں وہ قومیں جو اس وقت جرمنی کے مقابلہ میں برسرِ پیکار تھیں ختم ہو گئیں اب پھر وہ دن قریب آ رہے ہیں ۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۶ امان ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت آج خدا کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ الحمدللہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

آج بعد نماز مغرب محلہ دارالسعۃ میں میاں محمد عاقل صاحب بھاگلپوری نے اپنے لڑکے بابو شفیع احمد صاحب کی دعوت ولیمہ میں بہت سے اصحاب کو مدعو کیا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور بعض اور بزرگان سلسلہ بھی شریک ہوئے اور دعا کی۔

اعلان تعطیل چونکہ کل ۲۷ مارچ یوم عمل اجتماعی کی وجہ سے مقامی دفاتر میں تعطیل رہے گی اس لئے ۲۹ مارچ کا الفضل شائع نہیں ہوگا۔ (مینجر)

گزشتہ سال تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس عظیم الشان تباہی سے جو بالکل قریب نظر آ رہی تھی بچا لیا تھا مگر اب پھر حالات بدل رہے ہیں۔ اور پھر اس امر کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور

کثرت سے دعائیں کی جائیں

نادانوں کے نزدیک تو ان حالات کی کوئی اہمیت نہیں۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ یہ حالات کسقدر خطرناک ہیں۔ میں نے اگست ۱۹۳۹ء میں ایک خواب دیکھی تھی جس میں مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ انگلستان کی حالت خطرے میں ہے۔ میں یہ خواب پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ بلکہ الفضل (۲۸ جون ۱۹۴۰ء) میں شائع بھی ہو چکی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا ہوں۔ اور کوئی فرشتہ میرے سامنے بعض کاغذات پیش کر رہا ہے۔ وہ کاغذات

انگلستان اور فرانس کی باہمی خط و کتابت

سے تعلق رکھتے تھے۔ مختلف کاغذات پڑھنے کے بعد ایک کاغذ میرے سامنے پیش کیا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک چٹھی ہے۔ جو حکومت انگریزی کی طرف سے حکومت فرانس کو لکھی گئی ہے۔ اور اس چٹھی کا مضمون یہ ہے۔ کہ جنگ کے خطرناک صورت اختیار کر لینے کا سخت خطرہ ہے اور ڈر ہے۔ کہ جرمنی انگلستان پر قبضہ کرے۔ ان حالات میں ہم فرانس کے سامنے یہ تجویز پیش کرتے ہیں۔ کہ فرانس اور انگلستان کی حکومتیں

ایک نظام کے ماتحت

ہو جائیں۔ اور دونوں کو آپس میں ملا دیا جائے۔ یہ اس وقت کی رویا تھی۔ جب جنگ ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ دو ایسی حکومتوں کا آپس میں مل جانا۔ اور ان کا اپنے نظاموں کو بدل کر ایک ہو جانا جو دنیا کی سب سے بڑی حکومتیں سمجھی جاتی تھیں۔ کسی انسان کے خیال اور واہمہ میں بھی آنے والی بات نہیں تھی۔ یہ ایسے ہی حالات میں ہو سکتا تھا۔ جو نہائت خطرناک ہوں۔ اور جب انسان باقی تمام جذبات اور احساسات کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور صرف یہی بات اس کے سامنے رہے۔ کہ کسی طرح جان بچ جائے۔ میں نے جب اس چٹھی کو پڑھا۔ تو رویا میں ہی میں سخت گھبرا گیا۔ مگر اسی حالت میں یکدم مجھے آواز آئی۔ کہ یہ

چھ مہینے پہلے کی بات ہے

یعنی اس حالت کے چھ ماہ بعد حالات بدل جائیں گے۔

جب میں نے یہ رویا دیکھی تو اس وقت لوگوں کو ابھی تک جنگ کے شروع ہونے کے متعلق بھی یقین نہیں آتا تھا۔ اور لوگ عام طور پر سمجھتے تھے۔ کہ ہٹلر ڈراوے دے رہا ہے۔ اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ مارچ تک کوئی خیال بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ ہٹلر غالب آ جائے گا۔ بالعموم یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ یہ

برابر کی ٹکر

ہے۔ بے شک پولینڈ مٹ چکا تھا۔ مگر فرانس کے محاذوں پر نہ یہ آگے بڑھ رہے تھے۔ نہ وہ۔ بعض جگہ فرانسیسی اگر میل دو میل آگے بڑھتے تو جرمنی بھی ایک دو میل آگے نکل آتے۔ اس طرح دونوں میں

ایک رنگ کی مساوات

رہتی تھی۔ کوئی نمایاں تغیر پیدا نہیں ہوتا تھا۔ عام طور پر ایسا ہی ہوتا تھا۔ کہ پہلے میل دو میل علاقہ فرانس والوں نے لے لیا۔ اور پھر جرمنی نے مقابلہ کر کے اسے واپس لے لیا۔ یا ایک دو میل علاقہ ان کے ہاتھ سے گیا تو اتنا ہی علاقہ جرمنی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور ایسے ممالک جو ہزاروں لاکھوں مربع میل کے رقبہ میں ہوں۔ ان میں سے ایک دو میل علاقہ کا چلے جانا کوئی بڑی بات نہیں ہوتی۔ بلکہ اتنا علاقہ تو بعض دفعہ خود ملک والے ہی چھوڑ دیتے ہیں تاکہ فوجیں آسانی سے حرکت کر سکیں۔ بہرحال مارچ کے آخر تک یہی حالت رہی۔ اس کے بعد جرمنی نے

نہائت شدت سے حملہ

کیا۔ اور ڈنمارک۔ ناروے۔ اور پھر ہالینڈ اور بلجیم پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ فرانس کی طرف بڑھا۔ اور اسے بھی مغلوب کر لیا۔ ۹ مئی کو اس نے حملہ کیا تھا۔ اور تین ہفتہ کے اندر اندر مئی کے آخر تک یہ تمام طاقتیں بالکل مضمحل ہو چکی تھیں۔ اور جون میں تو فیصلہ ہی ہو گیا تھا۔ اس وقت بظاہر یہ نظر نہیں آتا تھا۔ کہ انگریز کوئی مقابلہ کر سکیں گے گویا وہی حالت جو رویا میں مجھے دکھائی گئی تھی۔ کہ

انگلستان سخت خطرہ میں گھر جائے گا

رونما ہو گئی۔ مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ چھ ماہ کے بعد یہ حالات بدل جائیں گے۔

جب میں نے یہ خواب اپنے خطبہ میں بیان کی تو اس وقت پیغامی لوگ جن کو ہمارے خلاف ہمیشہ کسی نہ کسی مشغلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے ایک ایجنٹ نے جو مصری صاحب کے ساتھیوں میں سے تھا میری

دعاؤں کی قبولیت کیخلاف ایک ٹریکٹ

شائع کیا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ "اس وقت خلیفہ صاحب حکومت کے مصائب میں اور اضافہ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ اور انہیں الٹا اپنے سامنے جھکانا چاہتے ہیں۔ اور ان کی کامیابی کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے بادشاہ کی کامیابی یقینی ہے۔" (ص۳)

یہ بات یوں تو غلط تھی۔ کیونکہ اسوقت ہر شخص اندر سے گھبرا رہا تھا۔ اور اس علاقہ کے سکھ کیا۔ اور ہندو کیا اور مسلمان کیا۔ سب یہ خیال کرتے تھے کہ

انگریزوں کی حکومت

اب چند روزہ ہے۔ بلکہ سکھوں نے تو ہتھیار بھی جمع کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اس خیال سے کہ جب انگریزوں کی طاقت کمزور ہو جائے گی۔ تو ہم ملک پر قبضہ کر لیں گے۔ چنانچہ لاہور میں بعض دوست کارتوس لینے کے لئے گئے۔ تو انہوں نے بتایا کہ سارے لاہور میں سے جہاں لاکھوں کا اسلحہ ہوا کرتا ہے۔ بیس روپے کے کارتوس بھی نہ مل سکے۔ وہ تمام دوکانوں پر پھرے۔ مگر کسی کے پاس کارتوسوں کا ایک ڈبہ نکلا۔ اور کسی کے پاس دو حالانکہ وہاں

اسلحہ کی دس بارہ دوکانیں

ہیں۔ اور بڑی بڑی دوکانیں ہیں۔

تو یہ بات غلط ہے۔ کہ انگریزوں کے متعلق اُس وقت کسی کو یہ خیال نہیں تھا۔ کہ یہ ہار جائیں گے۔ اس وقت عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا۔ کہ انگریز جرمنی کا زیادہ دیر تک مقابلہ نہیں کر سکتے۔

پس اُس کا یہ لکھنا تو غلط تھا۔ لیکن کل

ایک انگریز مدبّر کے الفاظ

پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی۔ کہ اس نے کیا ہی لطیف طور پر اس بات کی تردید کی ہے:۔

انگریزوں کے جو وزیر بحری ہیں۔ اُن کی ایک تقریر حال ہی میں چھپی ہے اس تقریر کے الفاظ پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا وُہ مصریوں - اور پیغامیوں کے رد کے لئے ہی کہے گئے ہیں۔ ان کا نام مسٹر الیگزنڈر ہے۔ وُہ کہتے ہیں۔ جون - جولائی میں (یعنی جب حکومت برطانیہ نے حکومت فرانس کو تار دیا تھا۔ کہ دونوں ملکوں کی حکومت ایک کر دی جائے۔ اور فرانس کا برطانیہ سے الحاق ہو جانا چاہیئے) ہر وُہ شخص جو جنگی فنون سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ ہم پھر امن میں آجائیں گے اُس نے تو یہ لکھا تھا۔ کہ " ہمارے بادشاہ کی کامیابی یقینی ہے۔" گر مسٹر الیگزنڈر

انگلستان کے وزیر بحری

کہتے ہیں۔ کہ کوئی جاہل ہی یہ سمجھ سکتا تھا۔ کہ ہم جیت جائیں گے۔ ورنہ ہماری حالت ایسی خراب تھی۔ کہ کوئی عالم اور جنگی فنون سے واقفیت رکھنے والا انسان ایسی بات نہیں کہہ سکتا تھا۔ گویا اس نے مصری پارٹی کے اس شخص کے اعتراض کا جواب دے دیا۔ کہ جاہل بے شک کہتا ہو۔ کہ انگریز شکست نہیں کھا سکتے۔ مگر کوئی عالم ایسا خیال نہیں کرسکتا تھا۔ اُس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ ہر وُہ شخص جسے جنگی فنون سے ذرا بھی مس ہے۔ جانتا تھا۔ کہ ہماری حالت کتنی خطرناک ہے۔

پس جاہل تو یہ امید رکھ سکتا تھا مگر جنگی فنون سے واقف ایسی امید نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے بعد وُہ کہتے ہیں۔ مگر اب حالت بہت بدل چکی ہے۔ اور ہم پہلے سے بہت زیادہ مضبوط ہیں:۔

یہ بات میں نے صرف ضمناً بیان کی ہے۔ درحقیقت میں اس بات کا ذکر کر رہا تھا۔ کہ اب حالات پھر خطرناک صُورت اختیار کرنے جا رہے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر مَیں نے

موجُودہ جنگ کے متعلق اپنی بعض خوابیں

بیان کی تھیں۔ ان کے علاوہ بعض اور خوابیں بھی ہیں۔ جو منذر ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ وُہ منذر رویاء پُوری ہو چکی ہیں۔ یا ابھی ان کا کوئی حصہ پُورا ہونا باقی ہے۔ اور پھر بعض دفعہ دُوری طور پر خوابیں ظہُور میں آتی رہتی ہیں۔ ایک دفعہ کسی رنگ میں پُوری ہوتی ہیں۔ اور دوسری دفعہ کسی رنگ میں۔ پس مَیں نہیں کہہ سکتا۔ کہ وُہ تمام خوابیں پُوری ہو چکی ہیں۔ یا ابھی بعض خوابیں جو اپنے اندر انذاری پہلُو رکھتی ہیں۔ پُوری نہیں ہوئیں:۔

بہرحال اب چونکہ

جنگ کے بھڑکنے کے ایّام

پھر قریب آرہے ہیں۔ ہماری جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اگلے چار مہینے جنگ کے لحاظ سے نہایت خطرناک ہیں۔ اپریل - مئی - جُون - جولائی - اگست بلکہ اگر ستمبر بھی شامل کرلو۔ تو چار ماہ کی بجائے چھ ماہ نہایت خطرناک ہیں۔ ان میں پھر رستوں کی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ پھر حملوں کے لئے سہولتیں میسّر آجائیں گی۔ پھر جرمن آبدوز کشتیاں زیادہ شدت سے

انگریزی جہازوں پر حملے

کرسکیں گی۔ اور پھر انگریزوں کو خوراک پہونچنے کے رستے دُشمن بند کر سکے گا۔ اسی طرح جرمن ہوائی جہاز زیادہ آسانی سے انگلستان پر حملہ کر سکتے ہیں۔ اس کی فوجیں سُرعت سے حرکت میں آسکتی ہیں۔ اور وُہ مشرق کی طرف بھی بڑھ سکتا ہے۔ اور انگلستان کی طرف بھی۔

غرض وُہ ہر قسم کے حالات پھر جمع ہونے والے ہیں۔ جو دُنیا کا امن برباد کرنے کے لئے نہایت خطرناک ہیں یہ سال اگر خیریت سے گزر گیا۔ تو امید کی جاسکتی ہے۔ کہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے حالات زیادہ بہتر ہو جائیں گے۔

وُہ لوگ جنہوں نے میرے خطبات سُنے ہُوئے ہیں۔ وُہ جانتے ہیں۔ کہ ۱۹۳۸ء میں مَیں نے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ جس میں میں نے بتایا تھا۔ کہ ۱۹۴۲ء یا ۱۹۴۴ء

خطروں کا آخری سال

معلوم ہوتا ہے۔ (الفضل ۱۳ - جنوری ۱۹۳۸ء) اس کے بعد حالات میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی:۔

اسی طرح ۱۹۲۷ء کی مجلس شوریٰ میں مَیں نے بیان کیا تھا۔ کہ:۔

" آج سے دس سال کے اندر اندر ہندوستان میں اس بات کا فیصلہ ہو جانے والا ہے۔ کہ کونسی قوم زندہ رہے اور کس کا نام ونشان مٹ جائے۔ حالات اس سرعت اور اس تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں۔ کہ جو قوم یہ سمجھے۔ کہ آج سے بیس پچیس سال بعد کام کرنے کے لئے تیار ہو گی۔ وُہ زندہ نہیں رہ سکے گی۔ اور جو قوم یہ خیال رکھتی ہے۔ وُہ

اپنی قبر آپ کھودتی ہے

اگر دس سال کے اندر اندر ہماری جماعت نے فتح نہ پائی۔ اور وُہ تمام راہیں جو ارتداد کی ہیں۔ بند کر کے وُہ تمام دروازے جو اسلام قبول کرنے کے ہیں۔ کھول نہ دیئے۔ تو ہماری جماعت کی زندگی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۷۹)

۱۹۲۸ء کی مجلس مشاورت میں بھی مَیں نے کہا تھا۔ کہ

" اسلام کے لئے نہایت خطرناک دن ہیں۔ قریب ہے۔ کہ چند سال کے اندر اندر تو ہمیں فیصلہ کرلیں۔ کہ کون زندہ رہنے کے قابل ہے۔ اور کسے برباد ہو جانا چاہیئے۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۳۹)

غرض میں نے بتا دیا تھا۔ کہ اگر دس سال کے اندر اندر ترقی نہ کی گئی۔ تو اس کے بعد ایک ایسی

مصیبت کا دروازہ

کھلنے والا ہے۔ جس کا اسلام اور احمدیت کو خطرہ ہوگا۔ چنانچہ اس کے عین دس سال کے بعد ۱۹۳۹ء میں موجُودہ جنگ کا آغاز ہو گیا۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ ۱۹۴۲ء ہی ایسا سال ہے۔ جو فیصلہ کُن معلوم ہوتا ہے اس لحاظ سے نہیں۔ کہ جنگ بند ہو جائیگی بلکہ اس لحاظ سے کہ ممکن ہے۔ ایک قوم ایسی غالب آجائے۔ کہ اس کے بعد جنگ صرف دفاعی رہ جائے۔ یہ امر مشتبہ نہ رہے۔ کہ کونسی قوم جیتے گی۔ اور کونسی ہارے گی:۔

پس ان حالات کو دیکھتے ہُوئے جماعت کے دوستوں کو خصوصیت سے دُعائیں کرنی چاہئیں۔ اس وقت ہماری سب سے زیادہ

قیمتی چیز خطرہ میں

ہے۔ اور وُہ ہمارا دین اور ہمارا مذہب ہے۔ بے شک انگلستان خطرے میں ہے۔ کیونکہ ڈر ہے۔ کہ جرمنی انگلستان پر قبضہ نہ کرلے۔ بے شک فرانس خطرے میں ہے۔ کیونکہ گو وُہ شکست کھا چکا ہے مگر ایک حصہ ابھی ایسا ہے۔ جو جرمنی کے ماتحت نہیں۔ اور اس وجہ سے جرمنی اسے پورے طور پر دبا نہیں سکتا۔ اگر وُہ حصہ بھی جرمنی کے قبضہ میں چلا جائے۔ تو وہ پورے طور پر اسے کُچل سکتا ہے۔ اسی طرح بے شک مشرقی یورپین ممالک خطرے میں ہیں۔ کیونکہ جرمنی اُن پر غالب آسکتا اور انہیں اپنا تابع بنا سکتا ہے۔ بے شک جرمنی بھی خطرہ میں ہے۔ کیونکہ انگلستان اور امریکہ کو اگر طاقت حاصل ہو گئی۔ تو جرمنی اور اٹلی کی اپنی ترقی کی خوابیں سب باطل ہو جائیں گی۔ مگر جو چیز ان کے ہاتھ سے جاتی ہے۔ وُہ ایسی نہیں۔ کہ آج کی بجائے کل بھی کام آنے والی ہو۔ یا ابھی یہ نہیں

کہ وہ

زندگی کے بعد بھی کام آنے والی

ہو۔ مگر جس مال اور جس دولت کی حفاظت کے لئے احمدیت کھڑی ہے۔ وہ ایسی ہے۔ کہ وہ آج ہی کام آنے والی نہیں بلکہ کل بھی کام آنے والی ہے۔ اور وہ دنیا میں ہی کام آنے والی چیز نہیں۔ بلکہ اگلے جہان میں بھی کام آنے والی چیز ہے۔ پس جس مال کی حفاظت کے لئے احمدیت کھڑی ہے۔ وہ بہت زیادہ قیمتی ہے۔ بہ نسبت ان چیزوں کے جنکی حفاظت کے لئے

دنیا کی حکومتیں

برسرپیکار ہیں۔ اور جتنی زیادہ کوئی چیز قیمتی ہوتی ہے۔ اتنی ہی اس کی حفاظت بھی زیادہ ضروری ہوتی ہے۔ وہ چیز جو انسان کو آج ہی فائدہ دے سکتی ہے کل نہیں۔ اس کے متعلق ایک انسان اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دے سکتا ہے۔ کہ اگر وہ ضائع ہوگئی ہے تو کیا ہوا۔ آج میں تکلیف اٹھالونگا۔ کل تو آرام سے گزریگا اسی طرح جو چیز صرف کل فائدہ پہنچانے والی ہو۔ اس کے ضائع ہونے پر بھی ایک انسان یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے سکتاہے۔ کہ آج آرام سے گزر رہا ہے پرسوں بھی آرام سے گزرے گا۔ درمیان میں ایک دن اگر تکلیف آتی ہے تو اسے برداشت کرلوں گا۔ مگر جو چیز آج اور کل اور پرسوں اور ہر کل اور پرسوں کو کام آنے والی ہو۔ اور انسان کا تمام مستقبل اس کے ساتھ وابستہ ہو۔ اسے وہ

آسانی کے ساتھ ضائع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا

وہ سمجھیگا۔ کہ اگر یہ چیز ضائع ہوگئی۔ تو میرا آج کا دن بھی مصیبت سے گزرے گا۔ کل کا دن بھی مصیبت سے گزرے گا۔ پرسوں کا دن بھی مصیبت سے گزرے گا۔ اترسوں کا دن بھی مصیبت سے گزرے گا۔ اور ہر آنے والا دن میرے لئے تکلیف دہ ہوگا۔ پھر انسان بعض دفعہ یہ خیال بھی کرسکتا ہے۔ کہ اگر میری زندگی کے دن ہی مصیبت سے گذریں۔ تو بھی میں انہیں گزار لوں گا۔ کم از کم میری اولاد تو اس مصیبت سے حصہ نہیں لے گی۔ لیکن اگر کوئی چیز ایسی ہو جس کے ضائع ہونے کا نقصان صرف اس کو نہ ہو۔ بلکہ اس کی اولاد کو بھی نقصان پہونچانے والا ہو۔ تو ایسی حالت میں اس چیز کی اہمیت اور بھی بڑھ جائیگی اور اگر وہ چیز ایسی ہو۔ کہ صرف اس کی اولاد پر ہی اس کا اثر نہ ہو۔ بلکہ اولاد کی اولاد اور اس اولاد کی اولاد بھی قیامت تک اس کے نتیجہ میں

دکھ اور تکلیف میں مبتلا

رہنے والی ہو تو وہ خیال کرے گا۔ کہ میں اس چیز کو کیوں ترک کروں۔ جبکہ قیامت تک میری نسل کے افراد اس کی وجہ سے دکھ اٹھاتے چلے جائیں گے۔ اور اگر کوئی چیز ایسی ہو جو مستقبل سے تعلق رکھنے والی ہو۔ اور اس کی اولاد در اولاد کو اس کے نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف پہونچنے کا خطرہ ہو۔ تو پھر بھی کوئی انسان یہ خیال کرسکتا ہے۔ کہ

دنیا ایک قیدخانہ ہے

اگر اس جہان میں تکلیف پہونچی بھی تو کیا ہوا۔ اگلے جہان کا سکھ تو حاصل ہو جائیگا لیکن اگر کوئی چیز ایسی ہو۔ کہ اس کے ذریعہ امن اور آرام صرف اس دنیا میں ہی حاصل نہ ہوتا ہو بلکہ اگلے جہان میں بھی حاصل ہوتا ہو۔ تو وہ ہر قسم کی موت ہر قسم کی تکلیف اور ہر قسم کی تنگی برداشت کریگا مگر اس بات کو برداشت نہیں کرے گا کہ وہ چیز اس کے ہاتھ سے نکل جائے کیونکہ وہ سمجھے گا۔ کہ اگر وہ چیز اس کے ہاتھ سے گئی۔ تو اس کا اور اس کی اولاد کا امن بھی گیا۔ اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔ میں جانتا ہوں۔ کہ قرآن کو نہ پڑھنے اور اس کو سمجھنے کا ملکہ اپنے اندر نہ رکھنے کی وجہ سے بہت سے لوگ اس اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ بلکہ احمدیوں میں بھی بعض لوگ ایسے موجود ہیں۔ جو

احمدیت کی ضرورت

کو نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی بات پر انہیں ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر انہیں دھکا لگ جاتاہے۔ اور چھوٹی چھوٹی بات پر وہ احمدیت کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کی مثال بالکل ان چار نابینوں کی سی ہے۔ جو ہاتھی کو دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ ان میں سے ایک نے سونڈ پر ہاتھ مارا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ دوسرے نے دُم پر ہاتھ مارا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ تیسرے نے پاؤں پر ہاتھ مارا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ چوتھے نے پیٹھ پر ہاتھ لگایا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ جب بعد میں وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے۔ تو آپس میں

بحث کرنے لگ گئے

ایک نے کہا کہ ہاتھی نرم نرم لچکدار اور موٹی سی چیز ہوتی ہے۔ اور اس کے آگے ایک سوراخ ہوتاہے۔ دوسرے نے کہا کہ بالکل غلط۔ وہ تو ایک پتلی اور باریک سی چیز ہوتی ہے۔ اور اس کے آگے بالوں کا گچھا ہوتا ہے تیسرے نے کہا ہرگز نہیں وہ تو سیدھی آسمان کی طرف جاتی ہوئی ایک موٹی سی چیز ہوتی ہے۔ چوتھے نے کہا۔ ہاتھی تم میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ وہ تو ایک ڈھول کی طرح چپٹی سی چیز ہوتی ہے جس نے پیٹھ پر ہاتھ مارا تھا۔ اس نے سمجھ لیا۔ کہ ہاتھی ڈھول کی طرح چپٹی سی چیز ہوتی ہے۔ جس نے دم پر ہاتھ مارا تھا۔ اس نے خیال کرلیا۔ کہ وہ ایک پتلی اور باریک سی چیز ہوتی ہے جس کے آگے بالوں کا گچھا ہوتا ہے۔ جس نے سونڈ پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس نے سمجھ لیا۔ کہ وہ ایک نرم نرم لچکدار اور موٹی سی چیز ہوتی ہے۔ اور اس کے آگے ایک سوراخ ہوتاہے۔ اور جس نے اس کی ٹانگوں پر ہاتھ مارا تھا۔ اس نے سمجھ لیا۔ کہ وہ آسمان کی طرف جاتی ہوئی ایک موٹی سی چیز ہوتی ہے۔ یہی حال ان احمدیوں کا ہے۔ جنہوں نے قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کو اچھی طرح نہیں پڑھا۔ انہوں نے بھی احمدیت کو نہیں دیکھا۔ بلکہ

احمدیت کے کسی کونے کو دیکھا ہے

جب ہم لیکچر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ احمدیت ایک نہائت ہی قیمتی چیز ہے اسے ضائع مت کرو۔ اور اس کی قدرو قیمت کو سمجھو۔ تو وہ حیران ہوتے ہیں اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں۔ کہ یہ کیوں ہمیں دھوکا دے رہے ہیں۔ احمدیت تو ایک معمولی سی چیز ہے۔ رہی رہی نہ رہی نہ رہی۔ ان کا

احمدیت کے ساتھ اخلاص

صرف اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا کسی کو اپنی قوم کی پچ ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو احمدی کہیں گے۔ احمدیت کے لئے بعض دفعہ لڑنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے۔ مگر یہ نہیں سمجھیں گے کہ احمدیت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے ساتھ نہ صرف ان کا۔ نہ صرف ان کی اولاد در اولاد کا بلکہ قیامت تک ان کی تمام نسل کا سکھ اور آرام وابستہ ہے۔ اور نہ صرف اس جہان کا سکھ اور آرام احمدیت سے ہے بلکہ

اگلے جہان کا سکھ اور آرام

بھی احمدیت سے ہی ہے۔ ان کے نزدیک احمدیت صرف اس بات کا نام ہے۔ کہ زید نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ اور بکر نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اور جب انکے ساتھ کوئی حسن سلوک سے پیش نہیں آتا تو کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ

ہم نے احمدیت کو دیکھ لیا۔ اور اس ایک یا دو شخصوں پر قیاس کر کے کہنے لگ جاتے ہیں کہ سارے احمدی ہی ایسے ہوتے ہیں۔ گویا وہی

نابینوں والی بات

ان میں پائی جاتی ہے۔ جن میں سے ایک نے سونڈ پر ہاتھ لگا کر سمجھ لیا تھا کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ دوسرے نے دم پر ہاتھ لگا کر سمجھ لیا تھا کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ تیسرے نے ٹانگوں پر ہاتھ لگا کر سمجھ لیا تھا کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ اور چوتھے نے پیٹھ پر ہاتھ لگا کر سمجھ لیا تھا۔ کہ اس نے ہاتھی دیکھ لیا۔ انہوں نے بھی نہ احمدیت کو دیکھا ہے اور نہ اس کی شکل و صورت کو۔ البتہ انہوں نے احمدیت کے ہاتھی کے کسی حصہ پر اپنا ہاتھ رکھا ہے۔ اور یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ انہوں نے احمدیت کو دیکھ لیا۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے قرآن کو سمجھا ہے۔ جو احادیث کو جانتے ہیں۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ایک ایسی قیمتی چیز ہے کہ جس طرح ایک

اکلوتے بچے والی ماں

کو جو آپ بڑھیا ہو چکی ہو۔ اس اکلوتے بچے والی ماں کو جس کا بچہ چھوٹا ہو۔ اس اکلوتے بچے والی ماں کو جس کے پاس اپنے بچہ کے لئے چھوڑ جانے کے لئے کوئی مال و دولت نہ ہو۔ رات دن اپنے بچہ کے متعلق دھڑکن لگی رہتی ہے۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ احمدیت کے متعلق

ہر احمدی کے دل کو دھڑکن لگی رہنی چاہیئے

وہ جنہوں نے نابینوں کی طرح احمدیت کو دیکھا۔ جنہوں نے دم کو ہاتھ لگایا۔ یا سونڈ کو ہاتھ لگایا۔ یا پیٹھ کو ہاتھ لگایا۔ یا ٹانگوں کو ہاتھ لگایا۔ اور سمجھ لیا۔ کہ انہوں نے احمدیت کو دیکھ لیا۔ وہی ہیں جو ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ اور آج اگر کچھ عقیدہ رکھتے ہیں۔ تو کل کوئی اور عقیدہ رکھنے لگ جاتے ہیں۔

اور بعض دفعہ تو اس قسم کے نابینا احمدی ایسی

مضحکہ خیز حرکت

کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی مخلص احمدی کی زندگی کو بھی نہیں دیکھتے۔ بلکہ کسی منافق کی زندگی پر قیاس کر کے خیال کر لیتے ہیں کہ یہی احمدیت ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ انہوں نے ہاتھی کی دم کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ انہوں نے ہاتھی کے سونڈ کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ انہوں نے ہاتھی کے پاؤں کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ انہوں نے ہاتھی کی پیٹھ کو بھی ہاتھ نہیں لگایا۔ بلکہ انہوں نے ہاتھی کے گوبر کو ہاتھ لگا کر سمجھ لیا کہ انہوں نے ہاتھی دیکھ لیا پس تم ان لوگوں کو جانے دو۔ ان کے سوا جو لوگ سچے طور پر احمدیت کو قبول کئے ہوئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ایک ایسا قیمتی مال ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے اگر ہمیں اپنی جانیں بھی قربان کرنی پڑیں۔ تو یہ ایک

معمولی قربانی

ہو گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ احمدیت خدا تعالےٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کا خدا نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ لیکن اگر احمدیت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے تو اس کے دنیا میں رہ جانے سے ہمیں کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ پھر یہ بات بھی بالکل غلط ہے۔ کہ سچائیاں ہر حالت اور ہر صورت میں ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ سچائیاں اسی وقت تک قائم رہتی ہیں۔ جب تک ان کو قائم رکھنے کی لوگ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آخر اسلام اپنے پہلے نزول میں کب ہمیشہ رہا۔ اور کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بزید جیسے لوگوں نے اسے کھیل نہیں بنا لیا۔ اور کیا بعد میں آنے والے فقہا اور علماء نے فقہ اور علم کے نام سے اسلام کے پرخچے نہیں اڑائے۔ یہ پہلے

بھی ہوا اور اب بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس وقت بھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ پیغامی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ مصریوں نے بھی یہی کچھ کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ چند سال ہوئے اسی ممبر پر کھڑے ہو کر میں نے مصری صاحب کا ایک اشتہار دوستوں کو پڑھ کر سنایا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا۔ کہ عقائد وہی صحیح ہیں جو جماعت احمدیہ قادیان کے ہیں۔ اور میں ان عقاید پر قائم ہوں۔ میرا اختلاف صرف موجودہ خلیفہ سے ہے۔ لیکن ابھی اس پر زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ ہم بھی زندہ ہیں۔ مصری صاحب بھی زندہ ہیں۔ ان کا وہ اشتہار بھی موجود ہے۔ مگر آج ان کی یہ حالت ہے۔ کہ اسی سال لاہور میں پیغامیوں کے جلسہ پر انہوں نے تقریر کی جس میں کہا کہ مرزا صاحب اور پہلے اولیاء امت کی نبوت ایک سی ہے صرف

زیادہ اور تھوڑے نمبروں کا فرق

ہے۔ پھر یہی وہ شخص تھا جس نے کہا تھا کہ میں مسئلہ خلافت کے خلاف نہیں صرف نئے خلیفہ کے انتخاب پر میں زور دیتا ہوں۔ مگر اب وہی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

خلافت کوئی چیز نہیں

آخر وجہ کیا ہے۔ کہ میری عداوت کی وجہ سے ان کا مذہب بدل گیا۔ اور ان کے عقائد میں ایسا عظیم الشان تغیر پیدا ہو گیا۔ قرآن نہیں بدلا حدیثیں نہیں بدلیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں نہیں بدلیں۔ وہی آیات جو پہلے قرآن میں موجود تھیں اب بھی ہیں۔ وہی حدیثیں جن سے پہلے اجرائے نبوت ثابت کی جاتی تھی۔ اب بھی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہی تحریریں جن سے پہلے خلافت کا مسئلہ ثابت ہوتا تھا۔ اب بھی ہیں۔ پھر وجہ کیا ہے کہ ان کے عقائد بدل گئے۔ اور میری مخالفت کی وجہ سے

انہیں قرآن کے بھی اور معنے نظر آنے لگ گئے۔ حدیثوں کا بھی اور مفہوم دکھائی دینے لگ گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کا بھی کچھ اور مطلب بتایا جانے لگا۔ آخر یہ کیا بات ہے۔ کہ قرآن کی وہ آیتیں جن سے پہلے وہ ہماری تائید میں استدلال کیا کرتے تھے۔ اب ان کے معنے ان کے نزدیک کچھ اور ہو گئے ہیں اور وہی حدیثیں جن سے پہلے

ہمارے دعاوی کی تصدیق

کی جاتی تھی۔ اب ان کا مفہوم ان کے نزدیک کچھ اور ہو گیا ہے۔ صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کے دل کے زنگ کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ نیکی کا ایک حصہ جب انہوں نے خود چھوڑ دیا ہے۔ تو نیکی کا دوسرا حصہ جو اعتقاد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ ہم چھڑا دیتے ہیں۔ جیسے فرماتا ہے طبع اللہ علےٰ قلوبھم۔ یہی پیغامیوں کا حال ہے۔ انہوں نے بھی اپنی تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار نبی۔ مقدس نبی۔ برگزیدہ رسول اور نجات دہندہ وغیرہ لکھا بلکہ

پیغمبر آخر زمان

اور نبی آخر زمان" (ریویو جلد ۶ ص ۱۹۰۷ء) کے الفاظ بھی آپ کے متعلق استعمال کئے۔ جو ہم بھی استعمال نہیں کرتے۔ مگر اب ان کا سارا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہیں تھے۔ تو ایمان میں بگاڑ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مومنوں کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ایمان کو زور سے قائم رکھیں۔ ایمان صرف خدا ہی قائم نہیں رکھتا۔ بلکہ انسان کی اپنی جدوجہد کا بھی اس میں دخل ہوتا ہے۔ جب تک کسی کے اندر ایمان رہتا ہے۔ اس وقت تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایقان کی صورت بھی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور جب کسی کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے۔ تو ایقان کی صورت بھی جاتی رہتی ہے

یہی وجہ ہے کہ انسان ایک وقت تو سمجھتا ہے کہ اگر میرے جسم کی بوٹیاں بوٹیاں بھی اڑا دی جائیں تو میں اپنے عقیدہ کو نہیں چھوڑ سکتا مگر دوسرے وقت یہ حالت نہیں رہتی۔ صاف پتہ لگتا ہے کہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ جو غائب ہو جاتی ہے۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر مصری صاحب کو جو پہلے ایمان تھا یا مولوی محمد علی صاحب کو جو پہلے ایمان تھا اس کی موجودگی میں وہ یہ کس طرح کہہ سکتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں یا ایسے ہی ہیں جیسے باقی مجدد ہیں۔ یا یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ ایک وقت تو کہیں کہ خلافت ضروری ہے اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت بھی کرتے مگر دوسرے وقت کہہ دیتے کہ خلیفہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ آخر جو حالات پہلے تھے وہ تو نہیں بدل گئے۔ جو حوالجات پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کر رہے تھے وہ اب بھی موجود ہیں اور جس ضرورت کی بناء پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کیا گیا تھا وہی اب بھی ہے پھر جب کہ حالات وہی ہیں اور ان کے عقائد وہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ان کے دل کی حالت ہی بدل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے وہ یقین نکال لیا ہے جو ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پس

ایمان کی حفاظت

کرنا بندوں کا بھی کام ہے۔ اس شخص سے زیادہ کوئی جاہل اور احمق نہیں جو یہ کہے کہ یہ خدا کی چیز ہے۔ اور خدا اس کی آپ حفاظت کرے گا۔ یہ ایک خطرناک نادانی ہے جب خدا نے ایک چیز کی حفاظت ہمارے سپرد کی ہے اور ہم اس کی حفاظت نہیں کرتے تو ہم غدار اور باغی ہیں نہ کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرنے والے۔ پس احمدیت چاہتی ہے۔ کہ ہم ہر قسم کی قربانی کریں آج کل جنگ کی وجہ سے چونکہ خطرہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اس لئے قربانیوں میں بھی پہلے سے بہت زیادہ حصہ لینے کی

ضرورت ہے۔ مگر ہمارے پاس کونسے ہوائی بیڑے ہیں کہ جن سے ہم اس خطرہ کو دور کر سکتے ہیں ہمارے پاس نہ فوجیں ہیں نہ توپیں ہیں نہ ہوائی جہاز ہیں نہ گولہ بارود ہے۔

ہمارے پاس صرف دعا کا ہتھیار ہے

اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سے بڑا ہتھیار اور کوئی نہیں بشرطیکہ دعا اخلاص کے ساتھ کی جائے بشرطیکہ انسان کے دل میں تڑپ ہو اور بشرطیکہ اسے یہ فہم ہو کہ احمدیت خطرے میں ہے۔ اگر یہ حالت ہو تو دعاؤں کی قبولیت بہت زیادہ یقینی ہوتی ہے۔ لیکن یونہی ہاتھ اٹھا لینا یا زبان سے چند الفاظ کہہ دینا دعا نہیں ہوتی۔ ایسی دعا انسان کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

پس اس خطرہ کے زمانہ میں میں پھر جماعت کے دوستوں کو ہوشیار کرتا ہوں اور انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ

دعاؤں میں مشغول ہو جائیں

حکومت کی طرف سے ہندوستان میں دعا کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا ہے اس دن بھی بے شک جلسہ کر لیا جائے۔ اور دعائیں مانگی جائیں لیکن وہ دن اتوار کا ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنی دعا کے لئے بھی اتوار کو ہی مخصوص کریں۔ اگر عیسائی اس دن کو مقدس سمجھتے ہیں۔ تو یہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ ہم بھی اسی دن کو ترجیح دیں۔ اور میں تو سمجھتا ہوں اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں عیسائیوں سے صاف طور پر کہہ دینا چاہئے۔ کہ

ہمارا مذہبی احترام جمعہ کے ساتھ وابستہ ہے

اور اگر وہ ہمارا اتحاد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ ہمارے مذہبی احساسات کو ملحوظ رکھیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ پنجاب میں جہاں مسلمانوں کی آبادی باقی تمام اقوام سے زیادہ ہے۔ اور جس کا وزیر اعظم بھی مسلمان ہے جس کے متعلق ہندو

یہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ وہ ہندو کش ہے اس پنجاب میں مسلمانوں کو جمعہ کی نماز کے لئے بھی عام چھٹی نہیں دی جاتی۔ آخر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ یہ

حقارت کا سلوک

کب تک چلا جائے گا اور کیا وجہ ہے کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے تو ان جذبات کا احترام کیا جائے جو اتوار کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مگر مسلمانوں کے ان جذبات کا احترام نہ کیا جائے جو جمعہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس اس دن بھی بے شک جلسہ کر دو مگر ہم الگ بھی دعا کے لئے جمعہ کا کوئی دن مقرر کریں گے جو ہمارے لئے

قبولیت دعا کا دن

قرار دیا گیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر جمعہ کی نماز سے لے کر خطبہ کے ختم ہونے تک ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ جس میں بندے کے دل سے جو دعا بھی نکلتی ہے وہ قبول ہو جاتی ہے پس حکومت کے نظام کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اتوار کے دن بھی جلسے کئے جائیں مگر کسی جمعہ کو بھی خاص طور پر دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ

فتنہ و فساد کی آگ سے تمام دنیا کو بچائے خصوصاً اسلام اور احمدیت کی حفاظت کرے اور ان خطرات کو مٹائے جو اسلام اور احمدیت کی ترقی اور آسانی اور سہولت کے ساتھ ترقی میں روک ہوں۔

میں آئندہ دعا کے لئے

چار اپریل جمعہ کا دن

تجویز کرتا ہوں دوستوں کو چاہیئے کہ جمعرات کا روزہ رکھیں اور اس دن تہجد میں خاص طور پر الگ الگ یا مل کر دعا کریں اور پھر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز میں خصوصیت کے ساتھ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ کے بد اثرات سے سب دنیا اسلام اور احمدیت کو محفوظ رکھے اور انگریزوں کی مشکلات کو بھی دور فرمائے۔ یہ دعا جمعہ کی آخری رکعت میں رکوع سے قیام کے وقت مانگی جائے تاکہ ایک وقت میں سب نمازی اس دعا میں شامل ہوں اور اخلاص کے ساتھ اور دیر تک مانگی جائے۔

ولادت

(۱) شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ مشرقی افریقہ نے نیروبی سے ۲۱ مارچ کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مبارکباد دی دعا فرمائی۔ اور حبیبہ نام تجویز فرمایا۔ احباب دعا کریں۔ خدا تعالیٰ نے مبارک کرے

(۲) برادرم مولوی محمد شریف صاحب مبلغ فلسطین کے ہاں ۵ ماہ امان ۱۳۲۰ ہش کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مولود کا نام عبد الرشید تجویز فرمایا ہے احباب عزیز کی درازی عمر اور اس کے خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد صدیق امرتسری

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۱ء
جلد ۲۹ نمبر ۷۱
۳۱ مارچ تک امرت دھارا اور اس کے مرکبات امرت کایا کلپ ۳/۱ قیمت پر اور باقی سب ادویات و کتب نصف قیمت پر ملیں گی
۷
اس کو کل پڑھیے
امرت کایا کلپ
سچ مچ کایا کلپ کا دم کرے
۳۱ مارچ تک مندرجہ قیمتوں سے ۳/۱ قیمت پر منگوا دیں
کایا کلپ کے بہت سے نسخہ جات پرانی کتب ویدک میں لکھے ہیں۔ مگر ان کا ٹھیک طریقے سے استعمال کرنا بہت مشکل ہے قابل تعظیم پنڈت مالویہ جی نے جب کایا کلپ کرایا۔ تو ان کو ۴۰ دن تک بند کوٹھری میں رہنا پڑا۔ دوائی کوئی بہت نہ تھی۔ صرف آملہ کو ڈھاک میں پکا کر کھلایا جاتا تھا۔ مگر پرہیز بہت تھا۔ ویسا ہر کوئی کر نہیں سکتا اس طریقہ کے متعلق بھی ابھی بہت تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جیسا کہ کتب میں لکھا تھا ویسا فائدہ ہوا نہ تھا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ایسے کایا کلپ کروانے کیواسطے کوئی انتظام کریں۔ دیکھئے کب مالک کی دیا ہوتی ہے اس چیز کی عوام میں بہت خواہش ہے۔ اور اسکو پورا کرنا چاہئے اس اشتہار کے ذریعے ہم ایسی ادویات مشتہر کر رہے ہیں جو کہ بلا کسی پرہیز کے کایا کلپ ہو سکتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ ان کو دیر تک استعمال میں رکھنا چاہئے۔ ان کو جو استعمال کریگا وہ خوش ہوگا۔ اور دن بدن اپنے اندر ابھرتی جوانی۔ خوشی محسوس کریگا اور امراض سے دور ہو کر اسکا جسم پاک و صاف ہوتا جائیگا۔ ہم نے ان کی قیمتیں بہت تھوڑی رکھی ہیں تاکہ ہر کوئی شخص خدا کی پیدا کی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھا سکے اور زیادہ لوگوں کے استعمال کرنے سے تھوڑا تھوڑا فائدہ ہونے پر کافی فائدہ ہم کو بھی مل جاوے۔ یہ کایا کلپ صرف بوٹیوں یا نباتی اشیاء سے تیار ہوتی ہیں۔
امرت کایا کلپ ۱
یہ دوائی ۲ سے ۴ ماشہ ہر روز صبح یا شام کو دودھ سے یا پانی سے یا شہد سے کھا لیجئے۔ اس سے مندرجہ ذیل باتیں ہوں گی۔ قبض دور ہو جائیگی قبض کی عادت ہی جاتی رہے گی۔ بھوک بڑھے گی۔ کھانے کی رغبت ہوگی ہاضمہ تیز ہوگا۔ پیٹ کی ہوا موقوف ہوگی۔ دن بدن جسم میں پھرتی و طاقت بڑھتی جائیگی اور اگر جسم پر جھریاں یا سیاہی بن وغیرہ بڑھاپے کے آثار ہوں گے وہ دور ہونے جاویں گے۔ دانت مضبوط ہوں گے۔ منہ سے پانی بہنا یا بدبو آنا دور ہوگا۔ بال گرنے بند ہوں گے اگر بال جلدی سفید ہو گئے ہیں تو وہ چند ماہ میں سیاہ ہو جاویں گے۔ دماغ روشن ہوتا جاوے گا۔ آنکھوں کی روشنی بڑھے گی۔ خون صاف ہوتا جائیگا خوشی بڑھتی جاوے گی۔ دل خوش رہا کریگا۔ اور غمی کی طرف کم جاوے گا جسم کے اندر سرایت کی ہوئی امراض دور ہوتی جائینگی جیسے کہ پیشاب کی امراض۔ پرمیہہ وغیرہ دور ہوں گی۔ بواسیر تلی۔ تپ کھانسی جاتی رہے گی۔ بخار تو نیا ہو یا پرانا ہو صرف اس دوائی سے جاتا رہیگا۔ ملیریا میں بھی اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔ انفلوانزا۔ نزلہ زکام وغیرہ دور ہوں گے۔ مرگی جنون پاگل پن جاتا رہیگا۔ مرد و عورت جوان بوڑھے سب کھا سکتے ہیں۔ بچے اگر کمزور ہوتے جاویں۔ ان کو بخار کھانسی قبض وغیرہ ہو تو ان کو یہ دوائی دینے سے بہت فائدہ ہوگا۔ قیمت ایک پاؤ صرف ایک روپیہ جو کہ ۴۰ دن سے ۸۰ دن تک کی خوراک ہے۔ پیسہ ڈیڑھ پیسہ روزانہ ہر کوئی خرچ سکتا ہے۔
امرت کایا کلپ ۲
یہ ان لوگوں کو دی جاتی ہے جو کہ اپنے جوہر جسمانی کو کسی طرح بھی زیادہ گنوا چکے ہیں۔ یا کم دینا کمزور ہے۔ دھات کھشین ہو چکا ہے۔ پرانی امراض مخصوصہ یا پرمیہہ ان کے جسم کو گھن کی طرح کھا کر کمزور کر رہا ہے۔ اس کو بھی ۲ ماشہ روزانہ کھاتا ہے۔ اس سے شدھ گاڑھا قابل اولاد ویریہ خوب پیدا ہوتا ہے۔ جسم مضبوط اور تنومند طاقت ور سڈول ہوتا جاتا ہے۔ دماغ تیز ہوتا ہے۔ پہلی عمر کی گئی ہوئی طاقت دوبارہ جسم میں عود کر آتی ہے۔ اور آدمی اپنے کو جوان محسوس کرتا ہے۔ یہ ان عورتوں کو بھی کھلائی جا سکتی ہے۔ جو کسی ... امر کے باعث کمزور ہو گئی ہیں۔ سفید پانی جانے یا پرمیہہ سے دبلی ہوتی جاتی ہوں یا کمزوری سے خون بہت جاتا ہو بچوں کو یہ دوائی نہیں دے سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو قبض بواسیر نزلہ۔ زکام وغیرہ کی شکایت بھی ہو وہ صبح امرت کایا کلپ ۲ اور رات کو امرت کایا کلپ ۱ استعمال کریں اور اپنے جسم کو کندن بنا لیں۔ اگر ایسی کوئی شکایت نہ ہو تو صبح کو امرت کایا کلپ ۲ استعمال کریں اور شام کو نور جوانی استعمال کر لیں۔ تو سونے پر سہاگہ ہے۔ تمام اعضاء اور قویٰ دن بدن مضبوط ہوتے جاویں گے۔ قیمت اس کی بھی ایک پاؤ ڈبہ کی صرف ایک روپیہ (عہ)
امرت کایا کلپ ۳
یہ کلپ ان کے واسطے تیار کی گئی ہے۔ جن کے جسم میں بادی۔ بار یح گھر کر چکی ہے۔ اور وہ بلغمی بادی کی امراض کا شکار رہتے ہیں۔ کبھی جوڑوں میں درد۔ کبھی کمر میں درد۔ کبھی ہاتھ پاؤں کا ہلنا۔ کبھی چلتے ہوئے لڑکھڑانا۔ بڑھاپا ایسے لوگوں پر پورے جوبن سے آتا ہے۔ اور کئی جوانی میں بوڑھے نظر آتے ہیں۔ اس کی خوراک صرف ۱ ماشہ سے ۳ ماشہ ہے اس کے فوائد بھی امرت کایا کلپ ۱ کی طرح ہیں۔ جسم پر جھریاں کا آنا۔ بالوں کا قبل از وقت سفید ہونا۔ دانتوں کا قبل از وقت ہلنا اور گرنا۔ بالوں کا جھڑنا۔ ضعف بصارت پرمیہہ۔ دھاتو کھشینتا امراض مخصوصہ مرداں۔ پٹھوں کی کمزوری قبض۔ بدہضمی زکام۔ نزلہ۔ امراض جلد۔ دمہ۔ کھانسی۔ گٹھیا۔ نقرس (گاؤٹ) ریگھن۔ امراض جلد۔ سفید داغ۔ ناروا کا نکلنا۔ سفیدی و کمزوری جسم۔ لواسیر۔ بلغمی نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ دمہ۔ کو سفید ہے۔ عورتوں کی حیض کی کمی یا درد سے آنا۔ بچوں کا سوکھتے جانا۔ یہ امراض دور ہوتی ہیں۔ قیمت آدھ پاؤ صرف ایک روپیہ یہ بھی ۴۰ سے ۸۰ دن کو کافی ہوگی یہ کلپ امرت کایا کلپ ۱ یا ۲ کے ساتھ بھی کھائی جا سکتی ہے۔
امرت کایا کلپ امیری ۴
امیر لوگ کسی بھی اوپر کی اکسیر کے ساتھ یا اکیلے اس اکسیر کو استعمال کریں۔ تو یہ ان کے واسطے بہترین فوائد رکھتی ہے۔ اس کایا کلپ میں کشتہ جات ہیں۔ جیسے کشتہ جات یاقوت۔ آب ہیرا۔ پکھراج۔ فیروزہ۔ نیلم۔ زمرد۔ عقیق۔ لاجورد۔ سنگ یشب ابرک۔ فولاد قلعی۔ موتی۔ مونگا۔ سونا۔ چاندی۔ ان کے ساتھ عنبر۔ کیسر۔ کستوری وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اور خاص ترکیب سے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے کھانے والا تمام امراض سے محفوظ رہتا ہے اور بڑی عمر پاتا ہے۔ اور بڑھاپے تک جوانی کا لطف اٹھاتا ہے۔ ہر کام میں چستی رہتی ہے۔ دل۔ دماغ۔ جگر۔ گردہ۔ مثانہ اعضاء رئیسہ کو خاص طاقت حاصل ہوتی ہے۔ وسواس۔ وہم۔ دل کی دھڑکن خفقان۔ جنون وغیرہ دماغی یا قلبی امراض دور ہوتی ہیں۔ خون۔ گوشت۔ ہڈی۔ ویریہ بڑھتا ہے۔ کمزور توانا۔ دبلے اور موٹے سڈول جسم ہوتے ہیں۔ نسیان دور ہوتا ہے۔ حافظہ بڑھتا ہے روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے کانوں کے سننے کی طاقت۔ زبان کے چکھنے اور ناک کے سونگھنے کی طاقت ٹھیک رہتی ہے۔ مردوں کی امراض مخصوصہ۔ نیز ضعف وغیرہ اور عورتوں کے جریان الرحم۔ ہسٹریا وغیرہ دور ہو کر قابل اولاد ہوتے ہیں۔ بھوک بڑھتی ہے نزلہ۔ زکام۔ دائمی۔ درد سر وغیرہ دور ہوتے ہیں۔ پرانا بخار اور نیا بخار جاتا رہتا ہے۔ غرضیکہ جسم کندن کی طرح ہو جاتا ہے۔ قیمت اس کی بھی محنت و لاگت کے خیال سے بہت تھوڑی رکھی ہے۔ ۷ گولی ایک روپیہ ۴۰ گولی پانچ روپے ۸۰ گولی نو روپے
المشتہر
ٹھاکر دت شرما وید مالک امرت دھارا۔ لاہور!
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۲۵ مارچ۔ برطانیہ کا جنگی خرچ اب قریباً ڈیڑھ کروڑ پونڈ روزانہ ہو رہا ہے۔

لنڈن ۲۵ مارچ۔ جرمن فوجوں کے پیدل اور مشینی دستے کثیر تعداد میں سسلی سے ٹریپولی پہنچ گئے ہیں برطانیہ کے سرکاری حلقوں میں اسے بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔

لنڈن ۲۵ مارچ یوگوسلاویہ کے محوری بلاک میں شریک ہونے کی تصدیق ہو گئی ہے۔ جرمن گورنمنٹ نے یقین دلایا ہے کہ وہ یوگوسلاویہ کی آزادی کا احترام کرے گی۔ اور اس سے یہ مطالبہ نہیں کرے گی۔ کہ اپنے ملک سے فوجوں کو گزرنے کی اجازت دے۔ اس معاہدہ کے فوراً بعد یوگوسلاویہ میں سنسر بٹھا دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲۵ مارچ۔ پریذیڈنٹ روزویلیٹ نے یوگوسلاویہ کی تمام کفالتیں اور روپیہ جو امریکن بنکوں میں تھا۔ ضبط کر لیا ہے۔

روم ۲۵ مارچ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مارشل گریزیانی مستعفی ہو چکا ہے۔ اور افریقہ میں اطالوی افواج کا چارج سائنز اٹانو

گیری بالڈی نے لے لیا ہے۔

لنڈن ۲۵ مارچ یوگوسلاویہ سے معاہدہ کے بعد جرمن اخباروں نے یونانی لیڈروں پر شدید حملے شروع کر دیئے ہیں۔

لنڈن ۲۶ مارچ۔ یوگوسلاویہ کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ جرمنی کے ساتھ حکومت نے جو سمجھوتہ کیا ہے ملک بھر میں اس کے خلاف ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کل لوگوں نے جلسے کئے اور جلوس نکالے۔ آج دو ہزار مزدور ہاتھوں میں ڈنڈے لئے ہوئے سنٹرل سردیا کے ایک شہر میں گھس آئے لوگوں میں یہ احساس ہے کہ اس غلطی کی اصلاح کی جائے۔ اور غلطی کرنے والوں کو حکومت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ ملک کے ہر کونہ سے اس کے خلاف مظاہروں کی خبریں آ رہی ہیں۔ بلغراد کی سڑکوں پر پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔ لوگ چھپ چھپ کر اشتہار بانٹ رہے ہیں کہ ملک سے دھوکا کیا گیا ہے۔ پرنس پال اپنے ملک کے نام جو تقریر براڈکاسٹ کرنے والے تھے۔ وہ

ملتوی کر دی گئی ہے۔ جرمن ریڈیو نے دھمکی دی ہے کہ اگر ملک میں بلوے ہوئے تو جرمن فوجیں یوگوسلاویہ میں داخل ہو جائیں گی۔ اور باغیوں کا سر کچل دینگی

لنڈن ۲۶ مارچ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بحیرہ روم کے برطانی بیڑے میں طیارہ بردار جہاز "فارمڈ ایبل" بھی شامل کر دیا گیا ہے یہ جہاز ۱۹۳۹ء میں تیار ہوا تھا۔ اور اس پر ۴.۵ انچ دہانہ کی سولہ توپیں ہیں

قاہرہ ۲۶ مارچ۔ جنرل ویول نے یونانی افواج کے کمانڈر انچیف کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہوئے یونانی افواج کی بہادری کی تعریف کی تھی۔ جس کے جواب میں اس نے لکھا ہے کہ ہم کسی دھمکی سے مرعوب نہ ہونگے

لنڈن ۲۶ مارچ آزاد فرانسیسی جنرل ڈیگال لیبیا سے ملحقہ فرانسیسی علاقہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگوں میں حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور اب ان کی ترقی کے لئے کوششیں شروع کی جا رہی ہیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی